شادی بیاہ کے معاملات میں صدق و سداد سے کام لینا چاہئے

(فرمودہ ۲۷- مارچ ۱۹۱۵ء)

۲۷ مارچ ۱۹۱۵ء کو بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے باوجود ضعف و علالت قاضی عبدالحق صاحب و محمد بی بی بنت مکرم جمال الدین صاحب گوجرانوالہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

"اسلامی سنت تو یہی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا جائے (حضور اس وقت کرسی پر بیٹھے تھے) مگر میں کچھ دنوں سے بیمار ہوں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آج کئی دنوں کے بعد یہ نماز ہے جو میں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اس نکاح کا خطبہ میں خود ہی پڑھوں۔ میرے حلق میں کچھ تکلیف ہے۔ آواز بلند نہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسی توفیق دے دے۔

نکاح میں آنحضرت ﷺ جو آیات پڑھا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قولوا قولا سدیدا۔ [1] سچی بات، پکی بات، مضبوط بات، اصلاح والی بات، نیکی والی بات کرو۔ نکاح میں لوگ جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ طرفین اپنے اغراض کو پورا اور اپنے مدعا کو حاصل کرنے کے لئے قطعاً اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہمارے اقوال ہمارے دلی خیالات کے موافق ہیں یا نہیں ایک غرض مد نظر ہوتی ہے۔ اس کے حصول کے لئے جس قسم کی باتیں بنانی پڑتی ہیں بنا لیتے ہیں۔ لڑکے والا لڑکی والوں کو یقین دلاتا ہے کہ میں اس دن کے بعد تمہارا غلام ہوں چنانچہ اسی

لئے پیغام نکاح بھی دیا جاتا ہے تو ان الفاظ میں کہ مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایئے مگروہ جو نکاح سے پہلے لکھتا ہے کہ غلام بنالو جس دن شادی ہو جاتی ہے اور لڑکی پر قبضہ تو پھر غلام بننے کی بجائے آقا بننا چاہتا ہے۔ لڑکی پر جو حکومت چاہتا ہے وہ تو الگ لڑکی کے والدین کو بھی اپنا غلام اور اپنی خواہشات کا مطیع بنانا چاہتا ہے یہاں تک کہ سسرال ایک گالی ہو گئی ہے اور یہ لفظ حقارت کے اظہار کا ایک ذریعہ بن گیا ہے۔ چونکہ انسان اس بات کا محتاج ہے کہ اس کا کوئی یارومددگار ہو، دوست و غمگسار ہو، کوئی اس کا پیارا ہو، ان مشکلات کو سوچ کران دقتوں کو دیکھ کر پہلے تو اپنی غلامی کا یقین دلاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو مدعا میں کامیاب ہو اور جو لوگ اس مدعا کے حصول میں حارج نظر آئیں انہیں ایڑی کے نیچے رگڑنا چاہتا ہے۔

لڑکی والوں کا بھی یہی حال ہے جب تک میاں بی بی آپس میں نہیں ملتے کہیں تو لڑکی کی قابلیت پر زور دیا جاتا ہے، کہیں حسن و جمال کی کیفیت پر، کہیں علم و لیاقت پر، کہیں اس کے اخلاق کی خوبیوں پر۔ غرض ہر طرح لڑکی کو بے عیب پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن جب لڑکے والا یہ یقین کرکے کہ اب اس سے بہتر لڑکی کیا ہوگی رشتہ کرلیتا ہے تو پھر وہی لڑکی والا ہے جو کہتا ہے کہ بس یہی لڑکی ہے عیب ہے تو ہم کیا کریں حالانکہ پہلے اس قدر تعریف کی تھی کہ کوئی حد ہی نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ کوئی شخص کسی کے اخلاق اور کسی کی صورت کو نہیں بدل سکتا مگر انسان اپنی زبان پر تو قابو رکھ سکتا ہے۔ پس چاہیئے کہ اتنی ہی بات کرے جو فی الواقع ہے بیہودہ لافوں کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا۔ تقویٰ اختیار کرو اور دلی مطالب کے حصول کے لئے دھوکا سے کام نہ لو اگر دھوکا کرکے مطلب پا بھی لوگے تو وہ کامیابی عارضی اور بہت سی ناکامی کا موجب ہوگی۔ مظفر و منصور ہونے کی کلید تقویٰ ہے۔ پس تقویٰ ہی سے کام لو۔ چالاکیاں چھوڑ دو۔ دھوکا دہی کے نزدیک نہ جاؤ۔ اگر بغیر کسی لاف زنی کے جو اصل معاملہ ہے وہ ظاہر کردیا جائے تو نہ لڑکی والوں کو شکایت ہو سکتی ہے نہ لڑکے والوں کو کیونکہ جو وعدہ تھا پورا کردیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے عمارت بنوائی۔ ظہر تک کام کرنے والوں کو ایک دینار دیا۔ پھر دوسرے مزدور لگائے ان سے ظہر سے عصر تک کام کرایا اور وہی مزدوری دے دی۔ پھر اور مزدور لگائے اور ان سے شام تک کام لیا اور انہیں دگنی مزدوری دی۔ پہلے مزدوروں نے شکایت کی تو ان کو جواب ملا کیا جو وعدہ میں نے کیا تھا وہ تم سے پورا نہیں کیا؟

انہوں نے کہا پورا کیا۔ تو اب شکایت نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی کو میں اپنے مال سے زیادہ دیتا ہوں تو یہ میری مرضی۔ ؎ فرمایا یہ مالک مکان اللہ ہے اور وہ مزدور یہودی، عیسائی اور مسلمان ہیں۔ پس مسلمانوں کو دوہرا اجر ملنے پر یہود و عیسائی کو شکایت نہیں ہو سکتی کہ ان سے جو وعدہ ہوا وہ پورا کیا گیا۔

اسی طرح اگر ایک شخص جس قدر وعدہ کرتا ہے اور حقوق اپنے ذمہ لیتا ہے وہ ادا کر دے تو اس سے کوئی شکایت نہیں۔ ہاں انسان پہلے لاف زنی کے طور پر بہت سے وعدے کر دے جس کا کسی نے اس سے مطالبہ بھی نہیں کیا اور پھر ان کا ایفاء نہ کرے تو یہ غلطی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مسلمانوں کی مجلس میں بیٹھ کر اسلامی طریق پر جو نکاح کرتا ہے وہ خواہ زبان سے نہ بولے تو بھی جس مذہب کے احکام کے ماتحت وہ نکاح کرواتا ہے گویا وہی نکاح ثبوت ہے اس بات کا کہ دوسرے لفظوں میں اس نے تمام پابندیوں کو اپنے ذمہ لیا۔ اب اس کا فرض ہے کہ وہ ان حقوق کو پورے طور پر ادا کر دے جو حقوق اسلام نے رکھے۔ اگر وہ پورے طور پر ادا کر دے تو پھر اس سے شکایت کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ زائد دینا تو اس کی اپنی خوشی پر موقوف ہے چاہے تو دے چاہے نہ دے۔ یاد رکھو فساد جبھی ہو گا جبکہ خلاف وعدہ انسان کرے گا۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ نہیں چاہتا کہ مجھے ضرور حسین بیوی ہی ملے مگر لڑکی والے اپنی لڑکی کی خوبصورتی کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں یا مثلاً وہ نہیں چاہتا کہ میری بیوی کے رشتہ دار مالدار ہوں یا اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہوں مگر لڑکی والے خواہ مخواہ اسے کہتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار اور ہم بڑے مالدار اور اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہیں۔ اب بیاہ کے بعد نکاح کرنے والا دیکھتا ہے کہ جس بات کی میرے سامنے تعریف کی گئی تھی وہ اس میں نہیں تو ضرور اسے رنج ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص دکاندار ہے اس سے کوئی کپڑا خریدتا ہے تو وہ دکاندار اس شخص کے سامنے خواہ مخواہ ایسی تعریف اس کپڑے کی کرتا ہے جو نہ اس کپڑے میں موجود ہے اور نہ اس خریدنے والے کی خواہش تھی کہ ضرور ایسا ہی کپڑا ہو جیسے یہ بیان کرتا ہے اب اس کے خلاف نکلنے پر وہ گاہک ضرور بدظن ہو گا اور اسے رنج پہنچے گا۔

اسلام نصیحت کرتا ہے کہ قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْدًا۔ تقویٰ اختیار کرو، نکاح کے معاملہ میں جھوٹ نہ بولو۔ ہمارے زمانہ میں جھوٹ بہت بڑھ گیا ہے اور جس چیز کی بنیاد گناہ پر ہو گی وہ اخیر تک نقصان رساں ہو گی۔ ـــ

خشت اول چوں نہد معمار کج ــــ تا ثریا ے رود دیوار کج

سنو! میاں بی بی کا تعلق ایک گھنٹہ کا نہیں ساری عمر کا ہے۔ ساری عمر کا نہیں بلکہ میں تو کہتا ہوں قیامت تک کا ہے کیونکہ اس تعلق کا اثر نسل در نسل چلنے والا ہے۔ پس یہ تعلق ایک دو دن کا نہیں بلکہ قیامت تک کا ہے جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل لگے گا۔ عمدہ بیج جو بویا جاتا ہے تو یہ اس سال کے لئے نہیں بلکہ پھر وہی بیج ہے جو اگلے سال کے لئے بویا جائے گا اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا جائے گا۔ بعض علاقوں کی بعض پیداوار مشہور ہوتی ہے۔ مثلاً عرب کی کھجور۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ بیج ایسا تھا اور اس کی غور و پرداخت اعلیٰ طریق پر ہوئی۔ اب اس کا اثر آج تک چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح میں بھی دینی طور پر ان باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ لڑکی ذات الدین ہو۔ لڑکے کے اخلاق خراب نہ ہوں۔ عرب میں تو گھوڑوں تک میں ذات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یورپ میں زراعت کے بارے میں احتیاط کرتے ہیں۔ یہی حال انسانی نسل کا ہے۔ جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مدنظر رکھا گیا ہو ضرور ہے کہ اس پر نیک ثمرات مرتب ہوں۔ دیکھو حضرت ابراہیمؑ کی شادی ہوئی۔ اس نکاح کی بنیاد کسی ایسے نیک اصل پر تھی کہ اس سے نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے گئے۔ ایک طرف موسیٰ، ہارون، مسیح (علیہم السلام) تک دوسری نسل میں اسماعیل (علیہ السلام) پھر آنحضرت ﷺ جیسا عظیم الشان ایک ہی نبی جو سارے نبیوں پر بھاری ہے۔ غور کرو پہلے ایک بیج تھا جس کا اثر آج تک چلا آتا ہے۔ پس جس نکاح کی بنیاد صدق و سداد پر ہوگی وہی خیر کثیر پھیلانے والا ہوگا۔ لوگ ایسی باتوں کا بہت کم خیال رکھتے ہیں اور وقت پر جس طرح بن پڑے اپنی غرض کو حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

حضرت صاحب کے پاس ایک شخص نے عرض کیا کہ غیروں میں تو رشتے کرنے سے حضور نے منع فرمادیا اگر ایک رجسٹر ہو جس میں جماعت کے لڑکے لڑکیوں کی فہرست ہو اور ان کے نکاح حضور کی معرفت ہوا کریں تو علاوہ بابرکت ہونے کے سہولت بھی ہو جائے۔ آپ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ [۲] اتفاق ایسا ہوا کہ ایک احمدی کی بیوی مرگئی تو حضور نے اسی رجسٹر بنانے والے کو رشتہ دینے کے متعلق فرمایا تو وہ کہنے لگا یہ تو نہیں ہوسکتا ہم مغل وہ پٹھان۔ آخر ایک غیر احمدی کو اس نے لڑکی دی۔ حضرت صاحب نے اس کے بعد رجسٹر چھوڑ دیا۔ ایسا ہی ایک اور شخص تھا اس نے کہا حضور! یہ میری لڑکی آپ کے سپرد۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا فلاں

شخص سے نکاح کردو۔ ابھی تو کہہ رہا تھا آپ کے سپرد۔ ابھی کہنے لگا کہ حضور وہ تو بوڑھا ہے۔ فرمایا اچھا فلاں سے نکاح کردو۔ کہنے لگا اس میں تو فلاں عیب ہے۔ پھر تھوڑے دنوں بعد آکر کہا کہ فلاں شخص سے سمجھوتہ کیا ہے حضور نکاح کردیں۔ فرمایا احمد نور پٹھان سے نکاح کردو۔ اس نے قبول نہ کیا اور جہاں جی چاہتا تھا وہیں نکاح کردیا۔ حضور نے اس نکاح کے چھوہارے بھی نہ لئے۔ پھر میں دیکھتا ہوں یہ سلسلہ خلفاء کے ساتھ بھی چلا جاتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں بھی ایسے کئی واقعات ہوئے اور حضرت مولوی صاحب نے علی الاعلان ایسے لوگوں کا ذکر کیا۔ معلوم نہیں ایسے لوگ خلفاء کو بھی شاید نائی (حجام) ہی سمجھتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں تو نائیوں کی بھی کوئی بات رد نہیں کرتا تھا مگر آج کل آزادی کا زمانہ ہے اب کچھ کچھ اس کے خلاف بھی کرلیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ بھی خلیفہ کو وہی پوزیشن دینا چاہتے ہیں کہ مرضی ہوئی تو مان لیا ورنہ خیر۔ معلوم نہیں ایسے لوگوں سے کہتا کون ہے کہ تم ضرور خلیفہ کی معرفت نکاح کرو۔ اگر وہ اپنی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں تو پھر خود بخود جو جی چاہے کریں۔ یہ عذر بھی بیہودہ ہے کہ ہو سکتا ہے خلیفہ جہاں نکاح کرتا ہے اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلے۔ ہم کہتے ہیں کہ سینکڑوں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ماں باپ نے بڑی تحقیقات کے بعد نکاح کیا اور جھگڑا ہوگیا یا انجام اچھا نہ ہوا۔ میاں بی بی میں ناموافقت ہوگئی یا اور کوئی بپتا پڑ گئی۔

پس یہ عذر تو غیر معقول ہے اگر وہ صدق و سداد سے کام لیں تو انشاء اللہ ایسے نکاح بہت ہی بابرکت ہوں گے مگر لوگ نہیں سوچتے اور نافرمانی کرتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تیسرا دور شروع ہے اور اس میں بھی ایسے آدمی پائے جاتے ہیں پہلے کہتے ہیں کہ یہ ہماری بیٹی آپ ہی کی بیٹی ہے اس کا نکاح جہاں حضور چاہیں کردیں۔ مگر جب کہا گیا کہ فلاں جگہ کردو تو کسی اور کا نام لے کر کہتے ہیں کہ فلاں جگہ ہم نے سوچی ہے وہاں حضور کی اجازت سے کرتے ہیں۔ یہ صدق و سداد کی بات نہیں۔ موجودہ نکاح اس سے مستثنٰی ہے یہ جمال الدین ہیں انہوں نے لکھا تھا آپ جہاں چاہیں کردیں۔ میں نے ایک شخص کا نام لیا تو انہوں نے کہا مجھ سے کیا پوچھتے ہیں میں تو آپ ہی کے سپرد کرچکا۔ اسی طرح جب میں نے مہر پوچھا تو کہنے لگے کہ میں تو آپ ہی کے سپرد کرچکا ہوں۔ یہ اخلاص کا اچھا نمونہ ہے۔ میرا یہ منشاء نہیں کہ سب نکاح میرے ذمے ہی ڈال دیں مگر جو از خود مجھے کہتا ہے اور معاملہ کو میرے سپرد کرتا ہے تو پھر اسے یہ مدنظر رہنا چاہئے کہ اب جو کچھ کہا جائے اسے مان لے۔ دیکھو تمہاری بیعت کی شرائط میں سے یہ نہیں کہ

لڑکیوں کی شادی میری معرفت کرایا کرو۔ جماعت تو بڑھتی جاتی ہے اور انشاء اللہ ساری دنیا میں پھیلے گی۔ اب اگر خلفاء کا یہ بھی فرض ہو کہ تمام شادیاں ان ہی کی معرفت ہوں تو یہ تو بڑا بوجھ ہے۔ پس اگر بغیر میری اطلاع کے کوئی شادی کرے تو اس سے ایمان میں نقص نہیں آجاتا لیکن اگر ایک شخص کہے کہ یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے اور پھر جب کہا جائے کہ یوں کردو اور پھر اس سے پہلو تہی کرے تو یہ ناپسندیدہ امر ہے۔ ایسی شادی میں عفو کرکے اگر ہم شامل بھی ہو جائیں تو بابرکت کبھی نہیں ہوگی ضرور فساد ہی ہوگا۔ یہ مت سمجھو کہ فوراً فساد ہوگیا۔ ممکن ہے میاں بیوی صلح سے گزاریں مگر اولاد گندی پیدا ہو۔ غرض نتیجہ کبھی نہ کبھی ضرور گندہ نکلے گا۔ اگر ان کی زندگیوں میں نہیں تو نسلوں میں، پوتوں میں، پڑپوتوں میں کہیں نہ کہیں یہ گند نکلے گا۔ جس کی بنیاد بیج کے طور پر ابھی پڑ چکی ہے اور جس نکاح کی بنیاد سداد پر ہوگی اس کا نتیجہ کبھی نہ کبھی اچھا ضرور نکلے گا۔ دیکھو بعض لوگ شریر اور بدکار ہیں مگر ان کی پشتوں سے نیک لوگ نکلتے ہیں جیسے ابوجہل اور اس کا بیٹا عکرمہ۔ باپ تو وہ کہ کوئی مسلمان پسند نہیں کرے گا کہ اپنا نام ابوجہل رکھے اور بیٹا وہ کہ بڑے بڑے اولیاء کو ایسا ہونے کی ہوس ہے۔ غرض نیک بیج نیک ثمرہ لائے گا اور بدبیج بدیاں پیدا کرے گا میں نے اب عہد کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس جھوٹ کو مٹایا جائے کیونکہ اگر ایمان کے تمام پہلو سرسبز نہ ہوں تو ایمان کامل کے بارے میں خطرہ ہے جو درخت آدھا سوکھا ہوگا باقی آدھا بھی سوکھ جانے کا خطرہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ابھی بعض نقص ہیں وقت کی پابندی نہیں اوقات سے بہترین کام لینے کا مادہ کم ہے جرأت نہیں۔ دو آدمیوں کو کسی تحقیقات کے لئے لگاؤ یوں تو بہت نیک ہیں متقی ہیں مخلص ہیں مگر ان کے فیصلہ کے بارے میں بعض اوقات مجھے شرح صدر نہیں ہوتا۔

دیکھو اب تو سلسلہ بڑھے گا۔ آپس کے جھگڑوں کے علاوہ ممکن ہے خلفاء کے ساتھ بھی معاملات دنیا میں کسی کا جھگڑا ہو تو جو شخص جج کے طور پر مقرر کیا جائے اسے چاہئے کہ حق حق فیصلہ کرے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ ایک طرف خلیفہ ہے۔ دیکھو جج تو اس وقت خدا کا قائم مقام ہے۔ ایک نبی بھی بعض اوقات دنیاوی معاملہ میں کسی کو کہہ دیتا ہے کہ میرا اور اس کا اس معاملہ میں فیصلہ کرد۔ تو اب جج کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ یہ خیال کرے کہ نبی کو فائدہ والی بات پہنچے۔ جج صرف یہ مدنظر رکھے کہ حق کیا ہے پس وہ فیصلہ سنادے۔ بعض دفعہ بعض لوگ منہ دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ یوں بڑا تقویٰ رکھتے ہیں مگر ایمان کی کئی شاخیں ہیں۔ ایک نہ ایک

شاخ میں نقص ہوتا ہے۔ بعض لوگ کسی بڑے شخص کے مقابل ٹھیک گواہی دینے میں تامل کرتے ہیں اور بعض صحیح فیصلہ نہیں دیتے حالانکہ جج کو چاہئے کہ وہ شہادتوں کے مطابق فیصلہ کردے۔ اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس فیصلہ کا اثر کس پر پڑتا ہے کس پر نہیں پڑتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک جماعت میں یہ رنگ نہیں آئے گا یہ مت سمجھو کہ وہ مضبوط چٹان پر آگئی۔ یہ بدی اگر باقی رہی تو ترقی کرتی کرتی اگلی نسلوں کو تباہ کردے گی۔ پس ابھی سے اس کا فکر لازم ہے۔ مثلاً خلیفہ ہے وہ تجارت کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ لین دین میں جھگڑا ہو۔ اب جو جج مقرر ہوگا اسے چاہئے کہ شہادتوں کی بناء پر فیصلہ کردے۔ بعض لوگوں کی یہ اخلاقی کمزوری ہے وہ سمجھتے ہیں کیا ہم خلیفہ کے خلاف فیصلہ کرکے اسے جھوٹا ٹھہرائیں حالانکہ یہ غلطی ہے۔ کیونکہ حساب کی غلطی اور بات ہے اور کسی امر کا فی الواقع ہونا کچھ اور بات ہے۔ مثلاً زید نے ایک شخص سے سو ۱۰۰ روپے لئے زید کہتا ہے کہ میں اسے سب ادا کرچکا ہوں۔ وہ شخص کہے کہ میں نے نوے لئے تو یہ بہرصورت جھوٹ نہیں بلکہ حساب کی غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو اصلاح کے قابل ہیں۔ جب تک ایسی طاقت پیدا نہ ہو جائے کہ مؤمنین اپنے اوقات کو بہترین طور پر خرچ کریں اور صدق و سداد پر قائم ہوکر دلیری سے کام لیں بات نہیں بنتی۔

یاد رہے کہ بے ادبی اور دلیری میں فرق ہے۔ حق کا بیان اور گستاخی یہ بھی الگ الگ ہے بعض اوقات دلیری بے ادبی ہو جاتی ہے اور کمزوری بھی۔ مثلاً ایک شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اب وہ بولتا نہیں کہ یہ بے ادبی ہے۔ تو یہ نہ بولنا درحقیقت بے ادبی ہے ایک اور شخص ہے وہ بلا پوچھے رائے زنی کرنا اور بولنا شروع کردے تو یہ دلیری بے ادبی ہے۔ غرض صداقت کا اظہار اور ادب ضدین نہیں۔ اسی طرح کمزوری اور ادب ایک چیز نہیں۔ وقت کو عمدگی سے خرچ کرو۔ عمدگی کے یہ معنے نہیں۔ کہ ایک انسان چوبیس گھنٹے لگا رہے بلکہ وہ وقت سے عمدہ طور پر کام لے اور تھوڑے وقت میں کوئی نتیجہ خیز کام کرے۔ جن لوگوں کو خدا کی طرف سے کوئی سرداری عطا ہوئی ہے ان کا ادب رکھے اور ضرور رکھے مگر موقعہ کا لحاظ رکھے جیسا کہ میں نے سمجھایا ہے۔ ایسی کئی ایک باتیں ہیں میرا منشاء ہے کہ ان میں اصلاح ہو۔ اللہ اگر چاہے تو میرے ہاتھ سے کردے یا کسی اور سے۔ غرض جس سے وہ چاہے کرائے۔ میری خواہش ہے کہ اصلاح ہو جائے۔ اپنی عمر کے متعلق میں تو کچھ یقین

نہیں رکھتا جب تک وہ خدمت دین مجھ سے لینی چاہے اس کی مرضی میں اس کے دین کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں۔ ورنہ اس وقت کے لئے تو میں ہر وقت حاضر ہوں اس وقت پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب تک آنحضرت ﷺ کی اغراض و آرزوؤں کے لئے، مسیح موعود کے لئے، میرے لئے مفید ہے مجھ سے کچھ کام لے۔ یا اپنے پاس بلا لے۔ وہ جو کچھ کرے گا حکمت پر مبنی ہو گا۔ ہاں میں آئندہ کبھی پسند نہیں کروں گا کہ ہماری جماعت کے لوگ صدق و سداد پر کاربند نہ ہوں جو لوگ ایسا کریں گے میں انہیں سزا دوں گا۔ میرا تعلق ان سے کچھ نہیں رہے گا۔

یہ شادی ان شکایتوں سے مبرّا ہے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود بیماری اور حلق میں تکلیف ہونے کے اور سردرد کے اور بوجہ ایک زخم کے بیٹھ نہ سکنے کے مَیں نے خود یہ نکاح پڑھایا ہے کیونکہ میرا دل خوش تھا اور یہ رشتہ مجھے پسند تھا۔ ایک طرف نے تو کُھلا کُھلا سداد سے کام لیا دوسری طرف سے بھی مَیں اُنس رکھتا ہوں اس لئے اپنے نفس پر بوجھ ڈال کر تکلیف اٹھا کے مَیں اس میں شامل ہوا ہوں۔ ایک دوسرے نکاح کی بابت بھی مجھے کہا گیا ہے مگر چونکہ اس کی بناء سداد پر نہیں اس لئے مَیں اس نکاح میں شامل ہونا اور اس نکاح میں بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ کسی کو کہہ دوں کہ یہ نکاح پڑھا دے یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ ہاں اس نکاح سے جو میں پڑھنا چاہتا ہوں اس میں مَیں شامل ہوں کیونکہ میری طبیعت خوش ہے دوسری طرف سے بھی خوش ہوں۔ لیکن چاہتا ہوں وہ قادیان میں آکر کام کریں، محنت اور ایمانداری، نیکی اور تقویٰ کے ساتھ کام کریں گے تو مجھے اور بھی محبوب ہو جائیں گے۔ اس وقت کام کرنے والوں کی ضرورت ہے مگر ایسے کام کرنے والوں کے لئے جو اللہ کے لئے اخلاص سے کام کریں۔

بی اے، ایم اے ہونا کوئی فخر کی بات نہیں۔ بہت سے بی اے، ایم اے، ایل ایل بی ہیں ساٹھ ستر روپے کی ملازمت نہیں ملتی۔ خود مجھے کئی بی اے، ایم اے، ایل ایل بی کے خطوط آتے ہیں جن میں وہ نہایت لجاجت سے لکھتے ہیں کہ ہمارے گزارہ کا بندوبست ہو جائے دعا کیجئے۔ دیکھو ایک ایم اے تھا اس نے ایک وقت نیک نیتی سے کام کیا مسیحؑ کے دامن سے وابستہ ہونے میں نجات دیکھی خدا نے اسے یہ اجر دیا کہ دنیا بھر میں اسے مشہور کر دیا۔ ایک عظیم الشان اور آزاد قوم پر اسے حکومت دی حتیٰ کہ ایک وقت اس نے اس قوم کے قائم مقاموں سے کہا میں جوتیوں سے تم سے چندہ وصول کروں گا۔ ؎ اور سب نے خاموشی سے سُنا

یہ گویا اس کا اثر تھا۔ کوئیں نے جب سُنا تو یہ کہا یہ کلمہ ضائع نہ جائے گا ضرور سزا ملے گی۔ چنانچہ اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ خدا نے ایک پل میں ذلیل کردیا۔ وہی لوگ جو اس کی بات سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوتے تھے پکار اٹھے ہم نہیں سنتے۔ ایسے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔ خدا جماعت بنا رہا تھا اور انہیں عزت دینے کے لئے ان کے ذریعے سے کام کرا رہا تھا وہ سمجھے جو کام ہے وہ ہم ہی کر رہے ہیں اس لئے خدا نے ان سے وہ کام چھین لیا۔ ان کے تکبر اور رعونت کا یہ حال ہے کہ ایک نے ان میں سے کہا ہم تو جاتے ہیں مگر دس ۱۰ سال کے اندر اندر اس مدرسہ میں عیسائی ہی عیسائی ہوں گے۔ ایک نے کہا ہم جاتے ہیں مگر ناک رگڑ کر ہمیں بلوائیں گے ایک نے کہا میں نکلوں گا تو میرے ساتھ ایک جماعت نکلے گی۔ مگر خدا بڑا غیور ہے اس نے تھوڑے دنوں میں انہیں ان کی اصلی قیمت دکھا دی۔ دیکھو اس وقت جو دنیا کی نظروں میں پہلے کام کرتے نظر آتے تھے وہ سب ہی چلے گئے۔ محاسب کے دفتر میں شاید پانچ روپے چار آنے باقی تھے۔ تین مہینے کے اخراجات کے بل بھی واجب الادا تھے۔ اٹھارہ ۱۸،۰۰۰ ہزار کا قرضہ۔ پھر بھی اللہ کام چلاتا ہی رہا اور جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ ترقی دی کہ پہلے ہفتہ وار ایک آدھ نام نو مبائعین کا چھپتا اب ایک سہ روزہ اخبار سے سب کے نام چھاپنے مشکل نظر آرہے ہیں۔ سنو! اب بھی وہ جھوٹا ہے جو کہے میں نے یہ کیا کسی نے نہیں کیا نہ میں نے کیا نہ تم نے کیا اللہ نے کیا اور وہی آئندہ کرے گا۔ آگے "ہم نے کیا" کہنے والوں کو تو خدا نے الگ کردیا اب خدا کرے ایسے لوگ پیدا نہ ہوں مگر جماعتوں پر ایسے اوقات بھی آتے ہیں۔ خدا کرے آئیں تو بہت دیر سے آئیں۔ لیکن جب ایسا وقت آئے گا تو نرم گھوڑے ان کے نیچے ہوں گے اور وہ ان پر قابو نہ پاسکیں گے اور اب ان کے نیچے منہ زور گھوڑے ہیں مگر وہ اناڑیوں کے ہاتھ سے چلاتا ہے۔ جب تک خدا چاہے گا اس باگ کو پاک ہاتھوں میں رکھے گا اور اس وقت کوئی بالکل اناڑی بھی ہوگا تو اس کے ہاتھوں سے کام چلتا رہے گا لیکن جب یہ سوال ہوگا کہ ہم کرتے ہیں اور ہم اس قابل ہیں ہم اہل الرائے ہیں تو اس وقت خدا چھوڑ دے گا یہ بدقسمتی کا وقت ہوگا۔ دیکھو انسان جب تک بچہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کے لئے غذا بہم پہنچاتا ہے۔ وہ بے حس و حرکت ہوتا ہے تو اس کے اٹھانے والا مہیا کرتا ہے لیکن جب بچہ کہتا ہے میں خود چلوں گا تو ٹھوکریں کھاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ جس قدر بھی ترقی ہوئی۔ جتنی بھی کامیابی ہوئی یہ سب کام خدا نے کیا خدا کرے گا خدا ہی کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے۔ جھوٹا ہے وہ جو کہتا ہے میں

کرتا ہوں۔ ایک انسان کا ہدایت یاب ہونا مشکل ہے اور یہاں تو اپنے فضل محض اپنے فضل سے جماعتوں کی جماعتیں لارہا ہے۔ پس اس صورت سے کام کرو کہ گویا تم خدا کے ہاتھ میں آلے ہو۔ اگر کام میں کوئی نقص آیا تو سمجھو کہ یہ خدا کے کام پر نقص عائد ہو گا۔

پس خوب محنت سے کام کرو۔ صدق و سداد پر عمل پیرا رہو۔ جو فلاح پانا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اللہ کے لئے ہو جائیں اللہ تعالیٰ خود انہیں سب کچھ دے گا۔ وہ پہلے دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان میرا مقابلہ تو نہیں کرتا۔ جب تک کوئی دکھ برداشت نہ کرو گے سکھ کو نہ پاسکو گے پس جو آسودگی چاہتے ہیں وہ خدا کے لئے تنگی برداشت کرنے کے واسطے تیار ہو جائیں جو اپنے آپ کو پہلے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو صدق و سداد عطا فرمائے ان کے نفسوں کی اصلاح کرے ان کی کمزوریوں کو دور کر دے، ان کے اندر اخلاص، تقویٰ، پرہیزگاری پیدا کرے۔

ان کو ایسا کر دے کہ اس کے ارادہ کے خلاف کچھ نہ کریں۔ وہ ایسے ہو جائیں جیسے بچہ ماں پر اپنا سب بھروسہ رکھتا ہے۔ ان کی غلطیاں جو ہیں معاف کر دے، کاموں میں برکت دے، ہاتھوں میں برکت دے، خیالوں میں برکت دے، نیک خواہشوں میں برکت دے۔ اپنے حق میں بہتر بات ہم نہیں سمجھتے کونسی ہے وہ آپ ہی جو بہتر ہے وہ کرے۔ تکبر، خودی، اباء، خود پسندی، ان میں نہ رہے ہر طرح پر ان کی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ میں برکت دے۔ اللھم آمین۔

(الفضل ۳۰۔ مارچ و یکم اپریل ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۱ تا ۱۴)

۱؎ الاحزاب: ۷۱

۲؎ ترمذی ابواب الامثال باب ماجاء مثل ابن ادم واجلہ واملہ

۳؎ تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۰۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رجسٹر کا نام "کتاب البنین و البنات" رکھا تھا۔

۴؎ مولوی محمد علی صاحب کی طرف اشارہ ہے۔